روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 9 جنوری 2012ء 14 صفر 1433 ہجری 9 صلح 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 7

سچے لوگ

ان درویش مہاجرین کے لئے بھی ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے اموال سے (الگ کئے گئے)۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ جو سچے ہیں۔

(الحشر:9)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

بعض آدمی دیکھے گئے ہیں کہ جب کوئی ابتلاء آ جائے تو گھبرا اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ ان کی طبیعت میں ایک افسردگی پائی جاتی ہے، کیونکہ وہ صلح جو کلی طور پر خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے، ان کو حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ سے انسان کی اسی وقت تک صلح رہ سکتی ہے کہ جب تک اس کی مانتا رہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایک دوست کا معاملہ ہے۔ کبھی ایک دوست دوسرے کی مان لیتا ہے اور دوسرے وقت اس کو اس دوست کی ماننی پڑتی ہے اور یہ تسلیم خوشی اور انشراح صدر سے ہونی چاہئے نہ کہ مجبوراً۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے......(البقرہ:156) یعنی ہم آزماتے رہیں گے کبھی ڈرا کر، کبھی بھوک سے کبھی مالوں اور ثمرات وغیرہ کا نقصان کر کے۔ یہاں ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور یہ بھی کہ بڑی محنت سے کوئی فصل تیار کی اور یکا یک اسے آگ لگ گئی اور وہ تباہ ہوگئی۔ یا دیگر امور کے لئے محنت اور مشقت کی، مگر نتیجہ میں ناکام رہ گیا۔ غرض مختلف قسم کے ابتلاء اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں............(البقرہ:157) کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے............یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص 255)

ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرمارہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا' جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپؒ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں۔............(آل عمران:141) سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحبِ خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں' تو انہوںؒ نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں' تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا' جب میں بویا گیا' زمین میں مخفی رہا' خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

(ملفوظات جلد اول ص 16)

بیوت الحمد منصوبہ اور خدمت خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ جس میں ابتدائی طور پر 100 گھر تعمیر کر کے خدا کے حضور پیش کرنے تھے۔ اسی بیوت الحمد منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں خدا نے برکت دی اور اس وقت تک ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 112 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید 18 کوارٹرز آج کل زیر تعمیر ہیں۔ اسی طرح 700 سے زائد خاندانوں کی ان کے اپنے مکانوں کی تعمیر وتوسیع کیلئے کروڑوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ احباب جماعت اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں۔ ایک مکمل مکان کی تعمیر کے اخراجات کم وبیش 20 لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مَد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مشعلِ راہ

صبح وشام ضرور برش کرنا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

دانتوں کی صفائی کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے۔ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الصوم باب سواك الرطب و اليابس للصائم)

پھر اسی بارے میں دوسری روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز پر مسواک کیا کریں۔

(بخاری ۔کتاب الصلوٰۃ بالسواك يوم الجمعة)

اب بعض لوگوں کے منہ سے بو آتی ہے۔ ان کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے، لوگوں کی تکلیف کا احساس ہونا چاہئے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔ آج کل ڈاکٹر اپنی تحقیق کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ صبح شام ضرور برش کرنا چاہئے۔ رات کو سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر۔ ورنہ بیماریاں پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بلکہ ایک تحقیق یہ بھی کہتی ہے کہ آدمی جب صبح اٹھتا ہے تو اس کے دانتوں پر چھ سو مختلف سپیشیز (species) کے لاتعداد بیکٹیریا ہوتے ہیں۔ سپیشیز (species) ہی چھ سو ہوتی ہیں جو دانتوں پہ لگی ہوتی ہیں اور تعداد کتنی ہے، یہ پتہ نہیں۔ لیکن دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سو سال پہلے ہمیں بتا دیا کہ سو کر اٹھو تو پہلے دانت صاف کرو۔ اب ان باتوں کو دیکھ کر آج کل کے ڈاکٹر اور سائنسدان کو خدا اور (ـ) کی سچائی پر یقین ہونا چاہئے کہ جو باتیں اس زمانے کی تحقیق سے ثابت ہو رہی ہیں اور اب پتہ لگ رہی ہیں وہ باتیں آج سے پندرہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا چکے ہیں۔

کھانا کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھونے کا حکم آتا ہے۔ آپؐ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے تھے اور کلّی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلّی کرتے اور آپؐ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کئے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الاطعمه)

کھانا کھا کر کلی بھی کرنی چاہئے اور ہاتھ بھی دھونے چاہئیں۔ اور اس سے پہلے بھی تا کہ ہاتھ صاف ہو جائیں۔ اور بعد میں اس لئے کہ سالن کی بُو منہ اور ہاتھوں سے نکل جائے۔ آج کل تو مسالے بھی ایسے ڈالے جاتے ہیں کہ کھاتے ہوئے شاید اچھے لگتے ہوں لیکن اگر اچھی طرح ہاتھ منہ نہ دھویا ہو تو بعد میں دوسروں کے لئے کافی تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہاتھ دھو کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا چاہئے۔

(بخاری ۔ کتاب الاطعمه باب التسمية على الطعام و الاكل باليمين)

(الفضل 20 جولائی 2004ء)

تعارف

نقوش کارواں

شاعر۔ جناب محمد اقبال رانجھا

چودھری محمد اقبال رانجھا صاحب 1944ء میں تحصیل گوجرہ کے گاؤں 312 ج۔ب میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے، بی ایڈ کرنے کے بعد بطور استاد اپنی سروس کا آغاز کیا۔ تعلیمی حلقوں میں آپ نے محنتی، شفیق اور قابل استاد کے طور پر شہرت پائی۔ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدہ تک پہنچنے کے بعد 2004ء میں سروس مکمل کر کے ریٹائر ہوئے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے شعرو شاعری کا شغل بھی جاری رکھا۔ اب تک آپ کے پانچ شعری مجموعے (1) حضور یاد میں۔ (2) ساز ہستی (3) تصویر فغاں (4) نامۂ عشق اور نقوش کارواں منظر عام پر آ چکے ہیں۔ زیر نظر مجموعہ ترامیم اور اضافے کے ساتھ۔ ''جرس رحیل کارواں'' کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ ''نقوش کارواں'' پر حکیم محمد رمضان اطہر نے منظوم تبصرہ بھی کیا ہے۔

ردائف، قافیے، اوزان، بحریں اجالی ہیں۔ ''نقوش کارواں'' نے
سجایا راستہ شعر و ادب کا
''نقوشِ کارواں'' کی کہکشاں نے

ڈاکٹر ریاض مجید نے ''نقوش کارواں'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''محمد اقبال رانجھا ہمارے عہد کے کہنہ مشق۔ بزرگ۔ تجربہ کار اور مشاق شاعر ہیں۔ انہوں نے بڑے اخلاص سے شعر کہے ہیں۔ حب الوطنی ان کا طرۂ امتیاز ہے وہ قومی درد سے مالا مال اور ثروت مند ہیں۔ محمد اقبال رانجھا کی تمام عمر ریاضتِ شعر اور تخلیق فن میں گزری ہے۔ ادبی محفلوں سے دور اور خالص مضافاتی اور دیہاتی ماحول میں رہ کر ادبی تنظیموں کی گروہ بندیوں سے آزاد ہو کر صرف تخلیق فن پر زور دینا اور شعر کہنا ان کا خاصہ ہے۔''

محمد اقبال رانجھا نے حمد و نعت کے علاوہ مختلف موضوعات پر نظمیں لکھی ہیں۔ دو صد سے زائد صفحات پر مشتمل ''نقوش کارواں'' میں صرف تین اشعار ایک غزل کے شامل ہیں۔ معاشرتی اور سماجی ناہمواریوں اور عدم مساوات کے باوجود اقبال رانجھا کو اپنے وطن اور ہموطنوں سے بہت پیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ''نقوش کارواں'' کا انتساب ''پیارے ہم وطنوں کے نام'' کیا ہے۔ ادبی اور فنی باریکیوں سے قطع نظر ''نقوش کارواں'' اقبال رانجھا صاحب کی اچھی کاوش ہے۔ شعر و ادب سے دلچسپی رکھنے والے عموماً اور دیہاتی پس منظر سے جڑے دوست خصوصاً اس مجموعے کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

''نقوش کارواں'' میں شامل چند اشعار پیش ہیں۔

دل بے تاب کو یادِ محمدؐ سے قرار آئے
مدینے کی فضاؤں سے ہوا بھی خوشگوار آئے

سبھی کو آپؐ رحمت کی ردا میں ڈھانپ لیتے ہیں
کوئی ناآشنا ہو یا وفا سے آشکار آئے

مرے سرشار جذبوں میں تجسس کی نہیں حاجت
محبت مدعا اپنا محبت ہی پیام اپنا

کہاں معلوم غیروں کو مزے کیا ہیں فقیری میں
کبھی مفلس نہیں ہوتے نفس جن کا غلام اپنا

بڑے نمرود ہیں دیکھے جفا کی آگ بھڑکاتے
خلیلی عزم ہو سکتا نہیں خائف شراروں سے

خدا والے نہیں کرتے کبھی سامان پر تکیہ
مجاہد نے فقط سیکھا اتر میدان میں آنا

کون مجنوں کی طرح اب دشت پیمائی کرے
شہر دے جاتا ہے مجھ کو ایک ویرانے کا کام

خوبصورت ٹائٹل، مضبوط جلد اور عمدہ کاغذ سے ''نقوش کارواں'' کو صوری لحاظ سے بھی دیدہ زیب بنا دیا ہے۔ محمد جاوید اطہر نے وقاص پرنٹنگ پریس امین پور فیصل آباد سے ''نقوش کارواں'' کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

(الف۔ن۔علویؔ)

تجربہ اور سبق

حضرت مصلح موعود 1934ء کے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

میں اپنے نفس میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس فتنہ سے بہت کچھ سبق سیکھا ہے۔ میں اپنے اردگرد کے لوگوں کو دیکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس فتنہ سے سبق سیکھا ہے اس طرح جماعت کے سینکڑوں لوگ ہیں جنہوں نے اس فتنہ سے بعض مفید سبق سیکھے مگر ایک یا دو سبق یاد کر لینے سے انسان امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اور سبق ہمیں سکھائے گا اور پھر اور سبق ابتلاؤں کے ذریعہ سکھائے گا یہاں تک کہ الٰہی قرب کا مضمون ہمیں اچھی طرح یاد ہو جائے گا اور کوئی فتنہ ہمارے قدم میں لغزش پیدا نہیں کر سکے گا۔

(خطبات محمود جلد 16 ص 608)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

برطانیہ میں 1860ء میں مشنری کانفرنس کی روداد

پوری دنیا میں بائبل پھیلانے اور عیسائی بنانے کے منصوبے

روزنامہ نوائے وقت کی 7 ستمبر 2011 کی اشاعت میں ایک مضمون جس کا عنوان ''7 ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت ۔ جب قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا'' شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس طرح شروع ہوتا ہے

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے تجزیے کے لئے برطانوی تھنک ٹینکس بیٹھے اور ''ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود'' (The Arrival of British Empire in India) کے عنوان سے ایک رپورٹ تیار کی گئی۔ جو انڈیا آفس لائبریری (لندن) میں آج بھی موجود ہے۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے!

''ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت سے اپنے پیروں یعنی روحانی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کے لئے تیار ہو کہ اپنے لئے ''ظلی نبی'' (Apostolic prophet) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی لیکن اس مقصد کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد سے ہندوستان کو محکوم بنایا ۔ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا کی جا سکے''۔

(روزنامہ نوائے وقت 7 ستمبر 2011ء)

اس کے بعد یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ (نعوذ باللہ) برطانوی حکومت کے ان عزائم کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا تاکہ لوگوں کی توجہ جہاد سے ہٹائی جا سکے۔

اس قسم کے الزامات مخالفین سلسلہ کی بیسیوں کتب میں لگایا گیا ہے۔ خود مجلس احرار سے وابستہ مصنفین بھی اس قسم کے الزامات لگاتے رہے ہیں۔ مثلاً شورش کاشمیری صاحب اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں 1857ء کی جنگ کے بعد کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''انگلستان کی حکومت نے ہندوستان سے برطانوی عمال کی ان یادداشتوں کا جائزہ لینے اور صورتحال کا بلاواسطہ مطالعہ کرنے کے لئے 1869ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، بعض انگلستانی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جا سکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کس طرح رام کیا جا سکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔ جن ارکان نے 'The Arrival of Brirtish Empire In India' ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد کے عنوان سے رپورٹ لکھی انہوں نے لکھا۔

''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے۔ تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لئے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔''

(تحریک ختم نبوت مصنفہ شورش کاشمیری صفحہ 24,23)

اس کے بعد شورش کاشمیری صاحب لکھتے ہیں کہ 1864ء سے لے کر 1868ء تک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سیالکوٹ میں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے اور وہاں ایک پادری بٹلر صاحب آپ کے پاس آتے تھے اور پھر ان بٹلر صاحب نے انگریز ڈپٹی کمشنر سے کوئی بات کی اور پھر کچھ کہہ کر انگلستان چلا گیا۔ اور پھر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے وطن واپس آ گئے اور نعوذ باللہ انگریزوں کے ایماء پر اپنا کام شروع کیا۔

شورش کاشمیری صاحب کی اس تحریر سے کئی دلچسپ سوال اُٹھتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ انگریز حکومت کو پریشانی 1857ء میں اُٹھانی پڑی اور اس کا تجزیہ کرنے کا خیال اس حکومت کو 12 سال کے بعد آیا۔ جب کہ اس وقت ان کی حکومت ہر لحاظ سے مستحکم ہو چکی تھی اور اس قسم کی صورتِ حال کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ دوسرا سوال یہ اُٹھتا ہے کہ خود اس عجیب وغریب کہانی کے مطابق بھی یہ منصوبہ 1869ء میں بننا شروع ہوا تھا اور خود شورش صاحب کے مطابق جس شخص نے اس غرض کے لئے حضرت مسیح موعود کا انتخاب کیا تھا وہ 1868ء کے بعد آپ سے کبھی ملا ہی نہیں تھا۔ (حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود 1867ء میں سیالکوٹ سے واپس تشریف لا چکے تھے اور بٹلر صاحب آپ سے بھی پہلے وہاں سے رخصت ہو چکے تھے۔)

لیکن شورش صاحب کی کتاب کے حوالے میں سب سے بڑا سقم یہ نظر آتا ہے کہ اس میں کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ یہ بات تو واضح ہے کہ شورش صاحب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اُس دور میں یہ ایک بہت بڑی سازش تیار کی گئی تھی۔ ایک ایسی سازش جس میں برطانوی حکومت تو شامل تھی ہی مگر ان کے ساتھ چرچ اور کئی اخباروں کے ایڈیٹر بھی شامل تھے۔ اور شورش صاحب اس کی بہت معین معلومات بھی فراہم کر رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر شورش صاحب کو اس کے بارے میں اتنی معلومات کہاں سے میسر ہوئیں۔ بلکہ یہ سوال تو بہت وسیع دائرہ پر پھیل جاتا ہے کیونکہ اس قسم کا الزام جماعتِ احمدیہ کے بہت سے مخالفین کی کتب میں بہت سے باہمی اختلاف کے ساتھ لگایا جاتا ہے لیکن یہ الجھن بہر حال برقرار رہتی ہے کہ آخر ان حضرات کو اس عظیم سازش کی خبر کہاں سے ملی۔ اس سوال کا تا حال کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا حالانکہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے یہ الزام لگایا جا رہا تھا۔ لیکن نوائے وقت کے اس مضمون سے مذکورہ مسئلہ حل ہوتا نظر آ رہا تھا اُنہوں نے اس رپورٹ یعنی وہ رپورٹ جس کا نام "The Arrival of Brirtish Empire In India" ہے کے ماخذ کا انکشاف کر دیا اور بڑے معین اور واضح انداز میں کیا۔ انہوں نہ صرف یہ انکشاف کیا یہ مسودہ انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے بلکہ ان کی یہ اطلاع سب محققین کے لئے باعث مسرت تھی کہ یہ مسودہ اب تک وہاں موجود ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ برٹش لائبریری میں اس قسم کے مسودات کا ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ اور اس لائبریری کا ایک نہایت اہم حصہ ہندوستان سے متعلقہ کاغذات اور مسودات کا ہے۔ اس اہم حصہ کا نام India Office Records and Private Papers ہے اور یقیناً اگر یہ رپورٹ موجود ہے تو اس کو برٹش لائبریری کے اسی حصہ میں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہندوستان سے متعلقہ تمام کاغذات برٹش لائبریری کے اسی حصہ میں موجود ہیں۔ اس لحاظ سے مضمون نگار کی یہ نشاندہی بالکل عقل کے مطابق تھی کہ یہ اہم مسودہ اب تک برٹش لائبریری کے اسی حصہ میں موجود ہے۔ اس عظیم ذخیرہ کی تاریخ یہ ہے کہ 1967ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ریکارڈ اور انڈیا آفس لائبریری کے ریکارڈ کو یکجا کر دیا گیا۔ اور پھر 1982 میں اس ذخیرہ کو برٹش لائبریری کا حصہ بنا دیا گیا۔ اور اب انڈیا آفس لائبریری اور ایسٹ انڈیا کمپنی کا تمام ریکارڈ برٹش لائبریری کے مذکورہ حصہ میں محفوظ ہے۔ اور اب کمپیوٹر کے استعمال کی وجہ سے کسی بھی مسودہ کی تلاش بہت آسان ہو چکی ہے۔

چنانچہ ہم نے اس مضمون کی اشاعت کے فوراً بعد برٹش لائبریری کے مذکورہ سیکشن سے بذریعہ ای میل رابطہ کیا کہ اس مسودہ جس کا نام "The Arrival of Brirtish in India" ہے کی ایک کاپی ہمیں بھی مہیا کی جائے تاکہ اس اہم مسودہ کو افادہ عام کے لئے شائع کر دیا جائے اور ہر کوئی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ پہلے ان کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا کہ آپ کو ایک ہفتہ کے اندر اندر جواب دے دیا جائے گا اور پھر چند روز بعد جواب موصول ہوا اور یہ جواب برٹش لائبریری کی طرف سے Dorota Walker کا تھا اور جواب یہ تھا کہ اس نام کی کوئی رپورٹ یا مسودہ برٹش لائبریری کے اس متعلقہ حصہ میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ چونکہ یہاں پر ہر سوال کو ایک نمبر دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ اطلاع دے دیں کہ ہمارے اس سوال کا نمبر 7007475 تھا اور جس سیکشن کی طرف سے ہمیں یہ جواب موصول ہوا اس کا فون نمبر 7815 7412 20 (0) 44+ ہے۔ یہ تفصیلات اس لئے درج کی جا رہی ہیں کہ ہر کوئی متعلقہ حصہ سے رابطہ کر کے ان حقائق کی تصدیق کر سکتا ہے۔ ویسے بھی یہ بہت آسان کام ہے۔ آپ کمپیوٹر کو آن کریں اور انٹرنیٹ پر برٹش لائبریری کا متعلقہ حصہ تلاش کر کے اس پر اپنا سوال بذریعہ ای میل بھجوا سکتے ہیں۔ چند روز میں یہ جواب آپ کو بھی موصول ہو جائے گا۔

اب یہ صورتِ حال سامنے آتی ہے کہ کئی دہائیوں تک تو اس مسودہ کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا اور صرف کسی قدر تبدیلی کے ساتھ یہ الزام بار بار دہرایا گیا۔ اور پھر اب 2011ء میں اللہ اللہ کر کے یہ حتمی حوالہ دیا گیا اور ساتھ یہ خوش خبری بھی سنائی گئی کہ یہ رپورٹ تو اب تک محفوظ ہے لیکن یہ حقیقت سامنے آئی کہ اس فرضی رپورٹ کا تو کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ اب اس رپورٹ کے وجود کا ثبوت مہیا کرنا ان احباب کا کام ہے جو کہ اس کے مندرجات کا حوالہ دے کر عجیب عجیب الزامات لگاتے رہے ہیں۔ یہ الزام بار بار لگایا گیا اور ہمیشہ اس قسم کی فرضی رپورٹوں اور خیالی واقعات کا سہارا لے کر لگایا گیا۔ اس مفروضے کی تائید میں کوئی شواہد نہ پہلے پیش کئے گئے تھے اور نہ آج پیش کئے گئے ہیں۔ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے ایسے بہت سے الزامات کا جواب اپنی گرانقدر تحقیقی کتابچہ ''مذہب کے نام پر فسانہ میں دیا تھا'' اور اس میں برٹش لائبریری کی طرف سے جواب بھی شائع کیا تھا کہ اس مسودہ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

یہ صورتحال تو واضح ہے کہ مضمون نگار نے جس مسودہ کا حوالہ دیا ہے اس کا کوئی وجود نہیں اور شورش کاشمیری صاحب نے جس سازش کا ذکر کیا

Talha48

تھا اس کی تائید میں وہ کوئی ثبوت مہیا نہیں کر سکے تھے۔لیکن تاریخی واقعات پر تحقیق ہمیشہ جاری رہتی ہے۔کسی بند گلی پر اس کا اختتام نہیں ہوتا۔جیسا کہ ہم حوالہ درج کر چکے ہیں کہ شورش کاشمیری صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ اس رپورٹ کی تیاری میں حکومتی عہدیدار، چرچ کے نمائندے اور اخبارات کے ایڈیٹر بھی شامل تھے۔اخبارات کے نمائندے تو تقریباً ہر اہم مواقع پر قدرتاً موجود ہوتے ہیں لیکن حکومت اور چرچ کے عمائدین کا جمع ہونا یقیناً ایک عام بات نہیں ہے۔یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا تاریخ میں 1857ء کی جنگ کے بعد کوئی ایسا اجتماع ہوا تھا جس میں برطانوی حکومت سے تعلق رکھنے والے اور چرچ سے وابستہ اہم افراد شامل ہوئے ہوں اور اس میں 1857ء کی جنگ اور ہندوستان کے بارے میں کوئی اظہار ہوا ہو۔کیا اس موقع پر ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے کسی خطرہ کو محسوس کرنے کی کوئی بات کی گئی تھی؟اس موقع پر 1857ء کی جنگ کا کیا تجزیہ کیا تھا؟ کیا اس موقع پر ہندوستان کے بارے میں کسی قسم کی منصوبہ بندی کا مشورہ دیا گیا تھا۔اور پھر یہ سوال بھی قدرتی طور پر اُٹھے گا کہ اس موقع پر جو لوگ ہندوستان کے بارے میں کوئی منصوبہ بنا رہے تھے،ان کے یا ان سے وابستہ گروہ کے روابط کن لوگوں سے تھے اور یہ لوگ یا ان کا گروہ کس کے خلاف کمربستہ تھا؟

جب ہم تاریخی واقعات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ 1857ء کی جنگ کے بعد ایک ایسا اہم اجتماع ہوا تھا،جس میں بہت سے برطانوی فوجی افسران اور دنیا بھر سے مختلف چرچوں سے وابستہ عمائدین نے شرکت کی تھی۔اس اجتماع میں بالخصوص ہندوستان بلکہ پوری دنیا کو عیسائی بنانے کی منصوبہ بندی کے بارے میں مقالہ جات پڑھے گئے تھے اور بڑی زوردار تقاریر ہوئی تھیں۔اور اس موقع پر 1857ء کی جنگ کا بھرپور تجزیہ پیش کیا گیا تھا۔یہ موقع 1860ءمیں برطانیہ میں لیور پول (Liverpool) کے مقام پر ہونے والی Conference On Missions تھی۔اس کانفرنس میں افریقہ میں کام کرنے والے پادری بھی شریک ہوئے تھے،چین میں کام کرنے والے بھی موجود تھے۔امریکہ کے مختلف چرچوں کے عمائدین نے بھی شرکت کی تھی۔ہندوستان،سیلون اور ترکی میں کام کرنے والے افراد نے بھی اپنے مقالے پڑھے تھے۔اور برطانیہ اور یورپ سے بھی بھرپور نمائندگی ہوئی تھی۔اس بین الاقوامی کانفرنس کا موضوع تو یہ تھا کہ پوری دنیا تک بائبل کا پیغام کیسے پہنچایا جائے اور پوری دنیا کو عیسائی کیسے بنایا جائے لیکن خاص طور پر ہندوستان زیر بحث رہا تھا۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس موقع پر بعض برطانوی فوجی افسران بہت نمایاں تھے۔

حتیٰ کہ اس کانفرنس کی صدارت برطانوی فوج سے وابستہ میجر جنرل الیگزینڈر (Alaxander) نے کی تھی۔ ہندوستان سے بہت سے لوگوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی تھی لیکن ہندوستان کے مقامی لوگوں میں سے کلکتہ کے بہاری لال سنگھ صاحب اس کانفرنس میں شریک تھے اور اپنا مقالہ بھی پڑھا تھا۔یہ صاحب خود عیسائی ہوئے تھے اور پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے اور فری چرچ آف سکاٹ لینڈ سے وابستہ تھے۔کانفرنس کے تمام دنوں پوری دنیا کو عیسائی بنانے کے طریقہ کار پر بحث ہوتی رہی تھی اور اس کے ساتھ ہندوستان میں عیسائیت کی ترویج پر اور 1857ء کی جنگ کی وجوہات پر اور اس کے اثرات پر بھی اظہارِ خیال ہوتا رہا ہے لیکن اس کانفرنس کے اختتامی روز ہندوستان کے موضوع پر غیر معمولی جوش کے ساتھ تقاریر ہوئی تھیں۔اس کانفرنس کی روئیداد Conference On Missions Held at Liverpool کے نام سے James Nibset &CO. 21 Berners Street London نے شائع کی تھی (یہ کتاب انٹرنیٹ پر موجود ہے)۔اور اس اجتماع کے بارے میں اس قسم کے جوش وخروش کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ اس روئیداد کے پیش لفظ میں تحریر کیا گیا تھا کہ اس موقع پر ہم خدا کی موجودگی کو محسوس کر رہے تھے۔

ہندوستان سے آنے والے بہاری لال سنگھ صاحب بار بار اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ عیسائیت کی تبلیغ اور لٹریچر کے مقامی زبانوں میں تراجم کے لئے مقامی عیسائیوں کو استعمال کرنا ضروری ہے۔ڈاکٹر ٹیڈ مین (Tidman) نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ 1857ء کی جنگ کے دوران جہاں مقامی لوگوں میں سے بعض نام کے عیسائیوں نے عیسائیت سے انکار کر دیا تھا وہاں بہت سے نئے عیسائیوں نے موت کو قبول کیا تھا لیکن عیسائیت سے پیچھے نہیں ہٹے تھے۔(صفحہ 54و55)

گجرات کے مشنری J.MKee نے اس بات پر برہمی کا اظہار کیا تھا کہ ہندوستان میں برطانوی حکومت کے عہدیدار بعض اوقات اس بات کے راستے میں روکیں پیدا کرتے ہیں کہ حکومت کے افسران عیسائیت کی تبلیغ کریں۔اور اس کی مثالیں پیش کیں اور بتایا کہ مثلاً 24 th Native Punjabee Regiment میں بعض مقامی لوگوں کو عیسائیت کے بارے میں کچھ سوالات کرنے تھے کیونکہ وہ کچھ ٹریکٹ پڑھ کر عیسائیت میں دلچسپی لے رہے تھے۔چنانچہ اس رجمنٹ کے کچھ برطانوی افسران نے یہ معلومات انہیں مہیا کیں اور اس سلسلہ میں کچھ میٹنگز کا انعقاد ہوا۔ابھی یہ سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ براہ راست وائسرائے کی طرف سے یہ حکم آیا کہ اس سلسلہ کو بند کر دیا جائے اور آئندہ سے افسران لوگوں کو عیسائیت کے بارے میں معلومات مہیا نہ کریں۔اس کے بعد ان صاحب نے کہا کہ جب تک سچائی (یعنی عیسائیت) کو فوجیوں تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا، ہندوستان کبھی محفوظ نہیں ہوگا۔

ولیم کیمبل (William Campbell) جو کہ پہلے بنگلور میں پادری رہ چکے تھے تقریر کرنے کو اُٹھے تو اس تقریر کے اختتام پر یہ نتیجہ پیش کیا کہ اگر لوگوں کے ہاتھ میں بائبل دی جاتی اور انہیں زندہ خدا کی عبادت کی طرف بلایا جاتا تو ان میں وہ برائیاں نہ پیدا ہوتیں جو کہ بغاوت پر منتج ہوئیں۔(صفحہ 137)۔یہ آواز بھی اُٹھائی گئی کہ اگر ایک عیسائی گورنمنٹ کا ملازم ہے تو اس سے اس کے حقوق ختم نہیں ہو جاتے اور اس ضمن میں ایک قرارداد کی تیاری کا ذکر بھی آیا۔اصل میں تان اس بات پر ٹوٹ رہی تھی کہ گورنمنٹ ملازمین کو اس بات کی کھلی آزادی ہونی چاہئے کہ وہ اپنی ذاتی زندگی میں عیسائیت کی ترویج میں حصہ لیں۔(صفحہ 140)

جب بہاری لال سنگھ صاحب اپنا مقالہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اگر باغیوں کو عیسائی بنا لیا جائے تو وہ آپ کی خاطر جنگ کرنے والے بن جائیں گے۔اور حاضرین نے تالیاں بجا کر اس نظریہ کی تائید کی۔(صفحہ 181)

لیکن اس کانفرنس میں ہندوستان کے متعلق کیا منصوبہ بندیاں کی گئیں؟ یہ تمام ذکر نامکمل رہ جائے گا اگر اس ضمن میں لیفٹیننٹ کرنل ہربرٹ ایڈورڈز (Herbert Edwards) صاحب کے دو خطابات کا ذکر نہ کیا جائے۔ان میں سے پہلا خطاب پشاور میں عیسائی مشن کے قائم کرنے کے بارے میں تھا۔یہ صاحب پشاور اور دوسرے سرحدی علاقوں میں عرصہ تک متعین رہے تھے۔اور 1857ء کی جنگ کے وقت بھی اسی علاقہ میں مقرر تھے۔ایڈورڈز صاحب نے بیان کیا کہ کس طرح پشاور میں مختلف سول اور ملٹری افسران کی کوششوں سے عیسائی مشن قائم ہوا۔(اس مشن کی اجازت اس وقت ممکن ہوئی تھی جب پشاور میں ایڈورڈز صاحب کے پیش رو قتل ہو گئے تھے اور ان کی جگہ ایڈورڈز صاحب مقرر ہوئے تھے اور انہوں نے کچھ افسران کی درخواست پر مشن کو کام کرنے کی اجازت دی تھی)۔لیکن آخری روز کے آخری لمحات میں ہندوستان کے حوالے سے یہ کانفرنس ایک خاص جوش کا رنگ اختیار کر گئی اور بڑے جوش سے ہندوستان کو مکمل طور پر عیسائی بنانے کا اعلان کیا گیا۔آخر دونوں مقرر ہندوستان میں نمایاں طور پر کام کر چکے تھے۔ایک کلکتہ کے پادری تھے جن کا نام جوزف ملنز (Joseph Mullens) تھا اور سب سے آخری مقرر وہی لیفٹیننٹ کرنل ہربرٹ ایڈورڈز تھے جو کہ سرحدی صوبہ میں بہت اہم عہدوں پر کام کرتے رہے تھے اور انہوں نے 1857ء کی جنگ کے دوران نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اپنے خطاب کے آخر میں جوزف ملنز صاحب نے بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ اب بیچارا اور گمراہ ہندوستان اپنی طویل سرگردانی کے بعد یسوع کی طرف آئے گا۔اب اپنے توہمات، اپنے خیالات کی غلامی کے باوجود، اپنے توہمات اور تنزل کے باوجود بحفاظت یسوع کے پاس لایا جائے گا۔برفانی چوٹیوں سے لے کر تپتے ہوئے میدانوں تک جہاں صدیوں سے خون بہایا گیا ہے، ان کھیتوں سے جہاں لکھوکھہا لوگ مشقت کرتے ہیں ان شہروں تک جہاں ہندوؤں کے بلند مندر موجود ہیں، بدھ مت کے پگوڈا سے لے کر سنگ مرمر کی مساجد اور مسلمانوں کے مرصع محلات تک، اور ملک کی آخری حدود پر واقع جنگلات تک نجات دہندہ محبت کے ساتھ پیش قدمی کرے گا۔جہاں جہاں یسوع کا قدم پڑے گا وہاں خوشحالی، نیکی اور امن کی بہار آئے گی۔تمام زمین اس کے زیر ہوگی۔تمام غلطیوں کا مداوا ہوگا اور تمام گناہ معاف کئے جائیں گے۔تمام قومیں حمد کے ترانے گاتے ہوئی اس کے قدموں پر جھکیں گی۔اس کے بچے اس کی طرف لائے جائیں گے اور نجات دہندہ صلیب کا مقصد پورا ہوتا ہوا ملاحظہ کرے گا۔ (صفحہ 336)

ہندوستان کو عیسائیت کیلئے فتح کرنے کے اس اعلان کے ساتھ یہ تقریر ختم ہوئی۔اس کے ختم ہونے پر بہت دیر تک داد و تحسین کا شور بلند ہوتا رہا۔اس کے بعد اس کانفرنس کے آخری خطاب کی باری آئی۔یہ خطاب لیفٹیننٹ کرنل ہربرٹ ایڈورڈز صاحب کا تھا۔گوجرانوالہ، بنوں اور ہزارہ میں کام کرنے کے بعد، 1857ء کی جنگ سے کچھ قبل انہوں نے پشاور کا نظم ونسق سنبھالا تھا اور اس جنگ کے دوران انہوں نے اپنی حکومت کی خدمت میں اہم کردار ادا کیا تھا۔انہوں نے ایک عیسائی مناد اور برطانوی حکومت کے ملازم ہونے کی حیثیت سے 1857ء کی جنگ کا تجزیہ اس کانفرنس کے روبرو پیش کیا۔یہ تجزیہ اس مضمون کے موضوع کے حوالے سے بہت اہم ہے۔اب ہم ہربرٹ ایڈورڈز صاحب کے تجزیہ کے حوالے سے اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کیا واقعی اس وقت یعنی 1857ء کی جنگ کے معاً بعد برطانوی حکومت کو ہندوستان کے مسلمانوں سے اور ان کے جہاد کے رجحانات سے کسی قسم کے خدشات تھے۔اب ہم اس تقریر کے بنیادی خدوخال سامنے رکھتے ہیں۔ہم ان کے خیالات بیان کریں گے۔ان کے بیان کردہ خیالات وواقعات صحیح ہیں کہ نہیں۔یہ تجزیہ پیش کرنا مقصد نہیں ہے۔

شاید اس وجہ سے کہ ابھی 1857ء کی جنگ کا واقعہ نیا تھا اور برطانوی حلقوں میں ایڈورڈز اس

جنگ کے ہیرو سمجھے جاتے تھے، جب وہ اس تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو ان کا غیر معمولی خیر مقدم کیا گیا۔ان کی یہ تقریر 1857ء کی جنگ کے بارے میں تھی۔انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز اس بات سے کیا کہ خدا نے ہمیں ایک سلطنت دی تھی اور پھر یہ دلائل پیش کئے کہ ہندوستان میں برطانوی سلطنت کے قائم ہونے میں خود ہندوستان کے لوگوں کا ہی بھلا تھا اور پھر کہا کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ ہمیں یہ ملک اس لئے دیا گیا تھا کیونکہ ہم ایک کھلی ہوئی بائبل پر یقین رکھنے والی قوم ہیں۔اس کے بعد انہوں نے یہ سوال اُٹھایا کہ کیا ہم نے اس ضمن میں اپنے فرائض ادا کئے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں شروع سے انگریزوں کی یہ پالیسی رہی ہے کہ بائبل کو چھپا کر رکھا جائے اور بقول ایڈورڈز صاحب کے شروع سے ہی شیطان سے خوف زدہ ہونے کی وجہ سے اور خدا کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے ہم نے (مذہبی معاملات سے) بے تعلقی کا رویہ اپنایا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے ہندوستان میں ہر طرح بے تعلقی کا رویہ اپنایا۔ ہماری حکومت نے اپنے افسران کو اس کام کے لئے مقرر کیا کہ وہ دوسروں کے مندروں کا انتظام کرے۔کیا مسیحی انگلستان کے لئے قابل شرم بات نہیں اور جب حکومت نے لوگوں کی تعلیم کا انتظام کیا تو کیا اس نظام کی جڑیں خدا کے مقدس کلام میں تھیں۔نہیں! یہ اعلان کیا گیا کہ قرآن تو سکولوں میں موجود ہوگا، شاستر تو سکولوں میں موجود ہوں گے لیکن مقدس بائبل سکولوں میں موجود نہیں ہوگی۔ انہوں نے مثالوں سے واضح کیا کہ بسا اوقات ہندوستان کے مقامی لوگ حکومت کے تمام اقدامات کو شبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔اور کہا کہ اگر تمام جائز طریقے بروئے کار لا کر اگر اس بات کی حوصلہ افزائی کی جاتی کہ مقامی لوگ بائبل پڑھیں اور میسحیت قبول کریں تو مقامی لوگ آپ کی عزت کرتے اور کبھی آپ کو شک کی نگاہ سے نہ دیکھتے۔

جہاں تک ہندوستان کے مقامی لوگوں کے مذاہب کا تعلق تھا تو اس حوالے سے بھی ان صاحب نے اظہار خیال کیا۔ان کا کہنا تھا کہ بنگال پریذیڈنسی میں ہندوؤں کے چھوت چھات کے عقائد کو غیر ضروری طور پر برداشت کیا گیا۔ آخر کار یہ نوبت آئی کہ ہماری فوج زمین پر بچھے ہوئے بارود کی تہہ کی مانند ہوگئی تھی۔سپاہی اپنے افسران کو یہ بتانے لگ گئے تھے کہ وہ یہاں پر مارچ کر سکتے ہیں اور یہاں پر نہیں کر سکتے، یہ دریا عبور کرنا ان کی ذات کے منافی ہے۔وہ کشتی میں بیٹھ کر جنگ کیلئے اس لئے نہیں جا سکتے کیونکہ اس کیلئے سمندر کو عبور کرنا پڑے گا۔اور ہماری حکومت ان کی منتیں کرتی تھی کہ یہ کام کر لو اور وہ کام کر لو۔ اور کبھی کام کرانے کے لئے پیسوں کا لالچ دیا جاتا تھا۔حتیٰ کہ یہ عفریت طاقت پکڑتا گیا اور 1857ء کا سال آ گیا۔اس طرح انہوں نے تقریر میں اس بات پر غم و غصہ نکالا کہ ہندوؤں کے مذہبی نظام کو ناجائز طور پر فوج کے بعض حصوں میں برداشت کیا گیا۔جب کہ دوسرے حصوں میں کئی برہمن اپنے شودر افسر کے تحت کام کرتے تھے اور اس بات سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔

مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے بارے میں انہوں نے اپنے اس مبہم خیال کا اظہار کیا کہ مسلمان بعض وقت ہندوؤں کے خیالات کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔حالانکہ ان کا مذہب ایسا ہے کہ اس کا دل سے تعلق ہے اور ہندوؤں کی طرح ظاہر کا مذہب نہیں ہے۔اور ان میں سے کئی اس بات کو سمجھتے ہیں۔ پھر انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہندوستان ہمیں واپس تو مل گیا لیکن اس کے ساتھ خدا کی تنبیہ بھی ہوئی کیونکہ ہمارے بہترین فوجی اور قابل جنرل اس جنگ میں مارے گئے ہیں۔ انگلستان میں کوئی ایسا قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں جس میں کسی باپ یا بھائی کا ماتم نہ ہو رہا ہو۔اور پھر زور دے کر کہا کہ ہمیں اب ہندوستان کے بارے میں اپنے فرائض کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ 18 کروڑ انسانوں کو ایک مقدس مقصد کے لئے ہمارے سپرد کیا گیا ہے کسی کاروباری مقصد کیلئے یا خود غرضی کیلئے ہمارے حوالے نہیں کیا گیا۔

اس کے بعد انہوں نے اس بات کا تجزیہ کانفرنس کے سامنے پیش کیا کہ 1857ء کی جنگ میں انگریز افواج کیوں کامیاب ہوئیں حالانکہ ان کی تعداد ہندوستان میں بہت کم تھی اور انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والے کافی تعداد میں تھے۔وہ مسلح بھی تھے اور ان کی کافی ٹریننگ بھی ہو چکی تھی۔ان کے نزدیک اس کی مندرجہ ذیل چار بنیادی وجوہات تھیں۔

(1) ہندوستان کے نوابوں اور رؤساء کا طبقہ انگریزی حکومت کے ساتھ رہا تھا۔حالانکہ چونکہ انگریزوں کی حکومت کے آنے سے ان کا اثر کم ہوا تھا، اس بات کی توقع کی جا سکتی تھی کہ یہ اس کے خلاف بغاوت میں شامل ہوں گے۔

(2) دوسری وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ اس جنگ کے دوران افغانستان نے، ان کی حکومت نے بہت اچھا رویہ دکھایا اور انگریز حکومت کے لئے کسی قسم کی پریشانی نہیں پیدا کی۔ایڈورڈز صاحب کا یہ بیان اس لئے بہت اہم ہے کیونکہ، یہی وہ افسر تھے جنہوں نے اس جنگ سے کچھ ہی عرصہ قبل افغانستان حکومت سے مذاکرات کر کے انگریز حکومت سے ان کا معاہدہ کرایا تھا۔اور ان کے افغانستان کے باشاہ امیر دوست محمد صاحب کی حکومت سے گہرے روابط تھے۔انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ 1839ء میں شروع ہونے والی انگریز حکومت اور افغانستان میں ہونے والی جنگ کو شروع کرنا انگریز حکومت کی غلطی تھی اور اس کا کوئی اخلاقی جواز موجود نہیں تھا۔ جب ہربرٹ ایڈرورڈز صاحب کی کاوشوں سے افغانستان حکومت سے روابط قائم ہوئے اور دونوں حکومتوں میں پہلے مارچ 1855ء میں اور پھر 26 جنوری 1851ء کو ایک اور معاہدہ ہوا۔ یہ معاہدہ 1857ء کی جنگ سے چند ماہ قبل ہوا تھا۔اور ایڈروڈز صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ افغانستان کی حکومت نے اس دوستی کے معاہدہ کا پاس رکھا اور اس جنگ کے دوران کسی قسم کی پریشانی نہیں پیدا کی۔ ورنہ اگر افغانستان سے افواج انگریز حکومت کی عملداری کے علاقہ میں داخل ہو جاتیں تو نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جاتا۔

(3) تیسری بات یہ کہی کہ اگرچہ بہت سے اہم لوگ برطانیہ میں یہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ یہ بغاوت ہندوستان کے لوگوں نے انگریز حکومت کے خلاف کی تھی لیکن میں ایک باعزت برطانوی فوجی کی حیثیت سے بڑے اعتماد سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ جنگ ہندوستان کے عوام نے ہمارے خلاف نہیں کی تھی بلکہ سپاہیوں نے کی تھی۔اور ہندوستان کے عام لوگوں نے ہماری طرفداری کی تھی اور ہندوستان کے لوگوں میں سے بہت بڑی تعداد نے اس میں حصہ نہ لے کر یہ ثابت کیا تھا کہ وہ ہمیں غاصب حکمران نہیں سمجھتے تھے۔اسی طرح باوجود اس کے کہ پنجاب چند سالوں قبل ہی برطانوی عملداری میں شامل ہوا تھا، وہاں انگریز کے خلاف کوئی مہم پنپنے نہ پائی۔

(4) اپنی کامیابی کی چوتھی وجہ یہ بیان کی کہ اگرچہ انگریز حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والے بڑی حد تک مسلح تھے اور انہیں عسکری تربیت بھی مل چکی تھی لیکن ان کے پاس بہت باصلاحیت جرنیل موجود نہیں تھے۔ایڈروڈز صاحب کا کہنا تھا کہ اگر ان کے پاس ٹیپو سلطان جیسا ایک قائد ہوتا یا حیدر علی جیسا ایک قائد ہوتا تو انگریزوں کے پاس کوئی امید نہ باقی بچتی۔

(صفحہ 337 تا355)

اس تقریر کے بعد اس پر مختصر اظہار خیال ہوا۔ کچھ رسمی کارروائی ہوئی اس طرح یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔مندرجہ بالا تفاصیل چند باتوں کو واضح کر دیتی ہیں۔ایک تو یہ کہ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے خواہ وہ پادری ہوں یا اس کانفرنس میں شریک فوجی افسران ان کی رائے یہ تھی کہ یہ ضروری ہے ہندوستان کو عیسائی بنایا جائے اور حکومت اس معاملہ میں خود سہولتیں مہیا کرے۔اور سب مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں منظّم انداز میں عیسائیت کی طرف بلایا جائے۔ان کے نزدیک اب تک حکومت نے اس ضمن میں کوئی قابل قدر کردار نہیں ادا کیا تھا۔ خواہ یہ خیال صحیح تھا یا غلط۔لیکن اس میں شرکاء نے اس خیال کا ہی اظہار کیا تھا کہ ان کے نزدیک ہندوستان کے عوام بلا تخصیص مذہب و قومیت بالعموم انگریز حکومت کے ساتھ تھے۔جیسا کہ خلاصہ درج کیا گیا ہے 1857ء کی جنگ کا ذکر بار بار ہوا تھا اور اس کانفرنس میں وہ لوگ بھی شرکت کر رہے تھے جو اس جنگ میں اہم کردار ادا کر چکے تھے۔لیکن اس کانفرنس میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ وہاں پر صرف مسلمانوں پر اس کا الزام دھرا گیا ہو اور نہ ہی اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ اس وقت اس بات کا اظہار ہوا ہو کہ ان شرکاء کو مسلمانوں کے جہاد کے تصور کی وجہ سے کسی قسم کی تشویش تھی۔یہ ارادے تو بالکل واضح تھے کہ اس کانفرنس میں شریک لوگ یہ مصمم ارادہ رکھتے تھے کہ ہندوستان کو عیسائی بنا لیا جائے۔

ہم جیسا کہ دو مثالوں سے واضح کر چکے ہیں کہ اب کئی مصنفین جس قسم کے خیالات اس دور کے انگریز عمائدین کی طرف منسوب کر رہے ہیں، تاریخی شواہد ان کی تائید نہیں کر رہے۔اس وقت مذموم ارادے تو ظاہر کئے گئے تھے لیکن ان لوگوں کی سوچوں کا دھارا ایک اور سمت میں بہہ رہا تھا۔یہ کانفرنس تو پوری دنیا کے حوالے سے تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہندوستان کے بارے میں ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اور اس منصوبہ کی تفصیلات کو طے کرنے کیلئے تو ہندوستان میں ہی فیصلے کئے گئے ہوں گے۔جب ہم اس حوالے سے جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد دسمبر 1862ء میں ان اغراض کے لئے ہندوستان میں بھی ایک اعلیٰ سطح پر مشاورت ہوئی تھی اور اس میں بھی ہندوستان میں کام کرنے والے پادریوں کے علاوہ حکومت کے کچھ اعلیٰ افسران بھی شریک ہوئے تھے۔اس کانفرنس کی صدارت Donald Friel McLeod نے کی تھی جو کہ ایک اعلیٰ حکومتی عہدیدار تھے اور 1865ء میں انہیں پنجاب کا لیفٹیننٹ گورنر بنا دیا گیا تھا اور اس میں شریک ہونے والے پادریوں میں ایک نمایاں ترین نام رابرٹ کلارک (Robert Clark) صاحب کا تھا جو کہ پنجاب کے ابتدائی ترین مشنریوں میں سے تھے اور انہوں نے اس کانفرنس میں افتتاحی دعا کروائی تھی۔اس کانفرنس میں عیسائیت کی ترویج کے لئے مختلف منصوبوں کے بارے میں مقالے پڑھے گئے تھے۔کانفرنس کے افتتاحی خطاب میں ہی صدر مجلس نے 1860ء میں ہونے والی کانفرنس کا اور اس میں ہونے والی منصوبہ بندی کا حوالہ دیا تھا۔ بعد میں جو مقالے اس کانفرنس میں پڑھے گئے ان میں سے ایک مقالہ Captain C.A. Macmahon کا تھا۔اس مقالہ کا حوالہ تھا Hindoo and Mohammaden

Controversy یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثہ کس طرح کرنا چاہئے۔ اس کانفرنس میں یہ بات ہوئی کہ پورے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں سے کس طرح بات کرنی چاہئے۔ بائبل کی تعلیم کو سکولوں میں کس طرح رائج کرنا چاہئے۔ عیسائیت کے لٹریچر کا مقامی زبانوں میں کس طرح ترجمہ کرنا چاہئے۔ مشن کے ہسپتالوں اور سکولوں سے کس طرح کام لینا چاہئے۔ گاؤں گاؤں جا کر عیسائیت کا پیغام کس طرح پہنچانا چاہئے۔ ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لئے اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کے حوالے سے منصوبہ بندی کرنے کے لئے یہ کانفرنس ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔ (اس کانفرنس کی روئیداد اس وقت شائع ہوئی تھی مگر اب کہیں پر دستیاب نہیں تھی۔ لیکن انگلستان کی Adam Mathew Publication میں چرچ کا ریکارڈ محفوظ تھا وہاں سے اس کی Microfilm حاصل کی گئی ہے۔ ویسے بھی کوئی بھی قیمت ادا کرے تو اس کمپنی میں موجود Church Missionary Society Archives , Section 4, part5 میں اس کانفرنس کا ریکارڈ موجود ہے)۔

جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں رابرٹ کلارک جو کہ صوبہ پنجاب میں عیسائیت کے اولین منادوں میں سے تھے اس کانفرنس میں ایک اہم کردار ادا کر رہے تھے۔ ان کے گروہ سے جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کا ایک گہرا تعلق ہے۔ دو مثالیں اس بات کو واضح کر دیتی ہیں۔

(1) یہ حقیقت تو سب جانتے ہیں کہ ایک وکیل رلیا رام نے جو کہ ہندو سے عیسائی ہوئے تھے 1877ء میں حضرت مسیح موعود پر ایک مقدمہ قائم کیا تھا۔ اس بنا پر کہ آپ نے ایک پارسل میں متعلقہ قانون سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ایک خط رکھا تھا۔ اور ڈاک کے حکام کے ساتھ مل کر آپ کو قید کی سزا دلانے کی کوشش کی تھی۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب کہ ابھی براہین احمدیہ بھی شائع نہیں ہوئی تھی اور بہت کم لوگ آپ کو جانتے تھے۔ رلیا رام صاحب رابرٹ کلارک صاحب کے قریبی ساتھی تھے۔ کرسچن مشنری سوسائٹی کی Native Church Council کے سیکریٹری رلیا رام صاحب اور صدر رابرٹ کلارک صاحب تھے۔

(ملاحظہ کیجئے The Missions of Church Missionary Society ...In Punjab and Sind, by Robert Clark ,p44)

(2) یہ بات بھی سب کے علم میں ہے کہ 1897ء میں ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود کے خلاف اقدام قتل کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا تھا اور بڑی گہری سازش تیار کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کی بریت ظاہر کی۔ یہ امر قابل ذکر بھی ہے اور قابلِ غور بھی ہے کہ مارٹن کلارک صاحب، رابرٹ کلارک صاحب کے لے پالک تھے۔ رابرٹ کلارک صاحب کی مذکورہ کتاب کے صفحہ 71, 70, 44 پر مارٹن کلارک صاحب کا ذکر موجود ہے۔ جب مارٹن کلارک صاحب نے حضرت مسیح موعود پر اقدامِ قتل کا جھوٹا مقدمہ قائم کیا تو، ان کی طرف سے عدالت میں گواہی دینے کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی آئے تھے۔ (تفصیلات کیلئے دیکھیں الفضل 28 مئی 2010)

یہ بات تو بالکل ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ گروہ جو اس سازش کو بنانے والا تھا شروع سے آخر تک حضرت مسیح موعود کا جانی دشمن رہا اور اس غرض کے لئے جعلی مقدمے بنانے سے بھی گریز نہ کیا۔

جیسا کہ یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ امیر حبیب اللہ کے حکم پر حضرت صاحبزادہ عبدالطیف صاحب کو سنگسار کیا گیا تھا۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں رہتا کہ وہ احمدیت کی دشمنی میں معقولیت کی تمام حدود کو پار کر چکے تھے۔ اور پڑھنے والے پڑھ چکے ہیں کہ پنجاب میں ہونے والی 1862ء کی کانفرنس میں ایک اہم مقالہ کیپٹن میکموہن (C.A. Macmahon) نے پڑھا تھا۔ یہ بات باعثِ دلچسپی ہوگی کہ جب امیر حبیب اللہ ہندوستان کے دورہ پر آئے تو ان کے ساتھ C.A. Macmahon کے صاحبزادے ہنری میکموہن کی ڈیوٹی تھی۔ لیکن یہ امر قابلِ حیرت ہے کہ اس ڈیوٹی کے دوران امیر حبیب اللہ اور ہنری میکموہن کی درمیان گہری دوستی ہوگئی۔ ہنری میکموہن فری میسن تنظیم کے رکن تھے۔ جلد ہی امیر حبیب اللہ کی فرمائش پر امیر حبیب اللہ کو بھی فری میسن تنظیم کا رکن بنایا گیا اور دونوں کی یہ دوستی اتنی گہری ہوگئی کہ جب ہنری میکموہن لنڈی کوتل امیر حبیب اللہ کو رخصت کرنے گئے تو رخصت ہوتے ہوئے امیر حبیب اللہ ان سے گلے ملے اور تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہے کہ امیر حبیب اللہ اتنے جذباتی ہوئے کہ ان کے رخسار پر آنسو بہنے لگے۔

(A History of Afghanistan, by Percy Sykes, Vol2, published by oriental Book Reprint Corporation 1981, p225-230)

عجیب بات یہ ہے کہ الزام تو یہ لگایا جا رہا ہے کہ جو گروہ ہندوستان کے بارے میں سازش تیار کر رہا تھا انہوں نے جماعت احمدیہ کو اپنے مقاصد کے لئے کھڑا کیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ سامنے آ رہی ہے کہ یہ گروہ شروع ہی سے جماعت احمدیہ کا اشد ترین دشمن تھا اور ہر طرح سے جماعت کو نابود کرنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ تحقیق ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ مستقبل کن حقائق سے پردہ اُٹھائے گا۔

ش نذیر

مکرم شیخ نذیر احمد صاحب آف مردان کا ذکر خیر

میرے والد مکرم شیخ نذیر احمد صاحب 1932ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ آپ کے تایا مکرم شیخ نیاز الدین صاحب حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔ ہمارے خاندان میں مکرم والد صاحب کی ہمشیرہ اور ان کے سسرال والے احمدی تھے۔ 1935ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ آپ نے کوئٹہ سے مردان ہجرت کی۔ بے سرو سامانی میں کوئٹہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے افضال اور برکات اور احمدیت کے طفیل جلد ہی تجارت میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکات عطا کیں۔ دہلی، امرتسر سے سامان لاتے اور روزی کماتے۔ اس طرح اپنے علاقہ میں غیر معمولی تاجر بن گئے۔

مکرم والد صاحب مردان کے علاقہ میں ایک جانی پہچانی شخصیت تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا تھا۔ اور اپنے علاقہ کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ والد صاحب نے 1963ء اور 1967ء میں بلدیاتی الیکشن میں حصہ لیا ان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ حالانکہ آپ کے مقابل پر اس وقت غفور خان صاحب جو کہ نواب آف ہوتی تھے۔ اور دوسرے اکبر علی خان جو کہ مالک شوگر ملز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے والد صاحب کو غیر معمولی کامیابی سے نوازا۔ یہ صرف احمدیت کی برکتیں تھیں۔ جس نے ہمیں انسانیت کا ہمدرد بنایا اور اس ہمدردی میں ایک سچا جذبہ کارفرما تھا۔

مکرم والد صاحب کے بینرز پر لکھا ہوا تھا کہ ”بذات خود غریب اور غریبوں کا ہمدرد“ عوام الناس نے اسی بات پر ووٹ دئے کیونکہ ان کو اپنا سچا ہمدرد ملا تھا۔ اور باوجود احمدی ہونے کے کوئی مخالفت نہ کی۔ والد صاحب کے اندر خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جہاں کوئی فوت ہو جاتا۔ ان کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرنا، کھانا پکوا کر ان کے گھر بھجوانا، قبر تیار کروانا یہ سب کام بڑے شوق و جذبہ سے خود کرواتے نیز افسوس کے لئے بھائی، چچا کو بچپن سے ہی ساتھ لے کر جاتے۔ ہمیشہ ہم سب کو یہی نصیحت کرتے کہ مرکز سے جو بھی مہمان آئیں انہیں اپنے گھر ٹھہرایا کریں۔ ان کی مکمل مہمان نوازی آپ بڑی توجہ سے کرتے۔ خلیفہ وقت سے والہانہ عشق تھا۔ ہمیشہ جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرتے اور حضور سے ملاقات کرتے۔ اسی بات پر قائم رہے کہ

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو

بچوں کی ہمیشہ تربیت کی فکر رہتی، خاص طور پر دین کے معاملہ میں ان کی بہت احسن رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کرتے۔ الحمدللہ ہمیشہ بچے دین کے خادم بنے رہے۔ اکثر محلے کی عورتیں آتیں اور یہی اظہار کرتیں کہ

”اللہ تعالیٰ اولاد دے تو شیخ نذیر احمد کی طرح ہو جو عمدہ اخلاق کے مالک ہیں۔“

آپ نے نہایت عاجزی و انکساری سے زندگی بسر کی۔ آخر کار تقدیر الٰہی کے تحت آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم دعا گو ہیں کہ آپ کو ہمیشہ اپنی رضا کی جنت میں رکھے اور آپ کی نیکیوں کو ہم ہمیشہ زندہ رکھنے والے بنتے چلیں جائیں۔ آمین۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع، بابرکت وجود ہمارے گھر تشریف لائے۔

ورزش ضروری ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

15,14 سال کا عرصہ گزرا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور چوہدری ظفراللہ خاں صاحب اور ایک اور شخص ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ وہ تیسرا شخص اب یاد نہیں رہا کہ چوہدری صاحب پر یا مجھ پر یا اور کسی تیسرے شخص پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ ورزش کیوں کرتا ہے؟ اس طرح تو وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس پر میں اسے جواب دیتا ہوں کہ بعض خدا تعالیٰ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے ورزش ضروری ہوتی ہے ورنہ دین کو نقصان پہنچتا ہے اور اگر وہ ورزش نہ کریں تو گنہگار ہوں۔ اس وقت میرے دل میں خیال گزرتا ہے کہ میں بھی تو ورزش میں سستی کر جاتا ہوں اور یہ نہیں چاہئے۔ غرض ورزش ضروری ہے لیکن ایک حد تک۔ حضرت مسیح موعود نے بھی موگریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ سیر کے لئے بھی باقاعدہ جایا کرتے تھے۔ تو لعُبّ کلی طور پر منع نہیں صرف اس پر ایک حد بندی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کی طرف توجہ بھی منع نہیں لیکن لعب کی حدود کے اندر اس میں مشغول ہونا چاہئے اور اسے اصل مقصود نہیں قرار دینا چاہئے۔ اصل مقصود دین ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 2 ص 92)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ دعوت الی اللہ تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی مکرمہ ملیحہ ارم صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم ضیاء احمد صاحب ابن مکرم ریاض احمد صاحب آف منڈی بہاؤالدین کے ہمراہ پانچ لاکھ روپے حق مہر پر 27دسمبر 2011ء کو مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مغل بینکوئیٹ ہال ربوہ میں کیا اور ساتھ ہی رخصتی کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ دلہن مکرم میاں محمد اسماعیل صاحب پیرکوٹی کی پوتی اور حضرت میاں پیر محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بے حد بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم انعام الحق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ مصورہ ندیم صاحبہ زوجہ مکرم ندیم احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلے بیٹے کے گیارہ سال بعد مورخہ 23 اکتوبر 2011ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام زعیم احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب آف ڈگری کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو جماعت احمدیہ کیلئے مفید وجود بنائے اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم منور احمد شیخ صاحب سیکرٹری جنرل ضلع بہاولنگر تحریر کرتے ہیں۔

مکرم اللہ دتہ صدیقی صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر مورخہ 2 جنوری 2012ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم نے 1974ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ اپنے خاندان کے واحد شخص تھے جنہوں نے احمدیت قبول کی۔ مرحوم 38 سال تک اخلاص کے ساتھ احمدیت سے وابستہ رہے۔ مرحوم انتہائی سادہ، کم گو اور شریف النفس انسان تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور خلافت کے ساتھ انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 3 جنوری 2012ء کو محترم شیخ کریم الدین صاحب امیر ضلع بہاولنگر نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے کے بعد امیر صاحب ضلع ہی نے دعا کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ آمین

فوری رابطہ کریں

مکرم مبارک احمد صاحب واہلیہ مکرمہ تنویر مبارک صاحبہ سابقہ ایڈریس دارالنصر شرقی نور۔ ربوہ

مکرم رانا شہباز احمد صاحب واہلیہ مکرمہ امۃ البصیر صاحبہ سابقہ ایڈریس 1/16 دارالنصر وسطی ربوہ

مکرمہ شازیہ عباس صاحبہ سابقہ ایڈریس 21/2 دارالعلوم خلیل ربوہ

مکرم مظہر احمد صاحب واہلیہ مکرمہ صوفیہ مظہر صاحبہ سابقہ ایڈریس 36/63 علوم شرقی برکت ربوہ

براہ کرم جلد وکالت وقف نو سے رابطہ کر کے ممنون فرمائیں۔ (وکیل وقف نو)

ضرورت بیلدار

موضع احمد نگر میں ایک پرائیویٹ فارم پر ایک عدد بیلدار کی ضرورت ہے۔ جو فصلوں کی کاشت کے علاوہ جانوروں کی دیکھ بھال اور دودھ دوھنا وغیرہ جانتا ہو۔ فارم پر رہائش کا معقول انتظام ہے۔ خواہش مند احباب مندرجہ ذیل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

فون:0476213635، موبائل:0306-7965978

(نظارت زراعت ربوہ)

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

مکرم احمد حبیب صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایاجات کی وصولی کیلئے لاہور کے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران واحباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

مجلس انصار اللہ جرمنی کے تحت
تاریخی مقام پر پودا لگانے کی تقریب

Darmstadt شہر تاریخی لحاظ سے Wissenschaftstadt (Scientific Town) کہلاتا ہے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس شہر کے وسط میں واقع Evangelic Church کے سامنے Paulusplatz (جس کی تاریخی لحاظ سے تقریباً ایک سو سال قبل بنیاد رکھی گئی تھی) کو گورنمنٹ آف جرمنی نے Denkmal مقامات کی فہرست میں شامل کیا ہوا ہے۔

جنوری 2010ء میں اس کی تزئین اور نگہداشت کیلئے لاکھوں Euro اکٹھے کئے گئے تھے۔ اس تاریخی مقام پر اس سے قبل یہودیت اور عیسائیت کے لوہے کی دھات کے دو مخصوص Symbols نصب ہیں۔ اور اب دنیا کے تیسرے بڑے مذہب دین حق کی نمائندگی میں Integration اور امن کے نشان کے طور پر پودے Pyramideneiche کا انتخاب کیا گیا جس کی عام درختوں کی نسبت زندگی کے لحاظ سے عمر لمبی ہوتی ہے۔ جس کو مورخہ 14/اپریل 2011ء کو شہر ہذا کے Neugewahlter Oberburgermeister Herrn Jochen Partsch سے باقاعدہ یہ درخواست کی گئی کہ وہ اس پودے کو احمدیہ جماعت کی طرف Paulusplatz کے مخصوص قطعہ میں لگائیں۔

اس اہم تاریخی شجرکاری کی تقریب کے موقع پر فرینکفرٹ شہر کے Herrn Detlev Knoche (Oberkirchenrat Zentrum OKumene) اور شیر ڈارمسڈ کے Kirchenrat Herm Dietmar Burkhardt نے بھی شمولیت کرنے کی خواہش کا اظہار کر کے تقریب ہذا میں شرکت کی۔ ان معزز شخصیات کے علاوہ شہر کی نمائندگی میں Dr. Patricia Latorre Leitung, Geschaftsfuhrung des Auslanderbeirats اور Herr Ibrahim Akbulut Vorsitzender des Auslanderbeirates Darmstadt نے بھی شرکت کی۔

چنانچہ Designated اوبریُرگر ماسٹر صاحب کے ساتھ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے بعض ممبران کرام کے ساتھ مل کر ایک یادگار پودا لگانے کی توفیق پائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

(مرسلہ: مکرم عبدالشکور خان صاحب جرمنی)

سالانہ تقریب تقسیم انعامات

(واقفین نو کنری ضلع عمرکوٹ)

مکرم عبدالمجید زاہد صاحب قائمقام صدر جماعت احمدیہ کنری ضلع عمرکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کنری میں ایک سال سے باقاعدگی کے ساتھ 119 واقفین و واقفات نو کی 9 سنٹرز میں کلاسز جاری ہیں۔ مورخہ 14 تا 21 دسمبر 2011ء تمام سنٹرز کے بچوں کے نصاب وقف نو کے مطابق مقابلہ جات محترم مربی صاحب اور سیکرٹری صاحب وقف نو کنری کی نگرانی میں ہوئے۔

مورخہ 25 دسمبر 2011ء کو سالانہ مقابلہ جات واقفین نو کے اختتام پر تقریب تقسیم انعامات کا اہتمام کیا گیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعدازاں محترم طاہر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے تفصیلی رپورٹ بابت واقفین نو کنری پیش کی۔ جس کے بعد محترم امیر صاحب ضلع نے سالانہ مقابلہ جات میں نمایاں رہنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اور میل ٹیچرز میں محترم امیر صاحب ضلع اور فی میل ٹیچرز میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع عمرکوٹ نے قرآن کریم ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع کے تحائف تقسیم کئے۔ ازاں بعد تمام مہمانوں اور شرکاء تقریب کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ آخر پر خاکسار نے تمام مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد دعا کے ساتھ یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع شیخوپورہ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

خورشید ہیئر آئل
بالوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے
نور آملہ
سکری و خشکی کو ختم کرتا ہے بالوں کو لمبا اور چمکدار بناتا ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

16 جنوری 2012ء

12:30 am رئیل ٹاک
1:35 am فوڈ فار تھاٹ
2:10 am جلسہ سالانہ قادیان
3:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2012ء
5:00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:10 am تلاوت قرآن کریم
5:20 am یسرنا القرآن
5:55 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
6:25 am لقاء مع العرب
7:30 am فوڈ فار تھاٹ
8:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2012ء
9:20 am رفقائے احمد
9:55 am فیتھ میٹرز
11:05 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:40 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
12:15 pm ہمارا آقا
12:50 pm گلشن وقف نو
2:00 pm فرنچ پروگرام
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:05 pm تقاریر جلسہ سالانہ
5:00 pm تلاوت قرآن کریم
5:15 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
6:00 pm بنگلہ سروس
7:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2006ء
8:10 pm تقاریر جلسہ سالانہ
9:00 pm درس حدیث
9:20 pm راہ ھدیٰ
11:00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm عربی سروس

17 جنوری 2012ء

12:35 am لقاء مع العرب
1:40 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:15 am گلشن وقف نو
3:25 am تقاریر جلسہ سالانہ
4:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 31 مارچ 2006ء
5:05 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:25 am تلاوت قرآن کریم
5:30 am ہمارا آقا
6:15 am ان سائیٹ
6:30 am لقاء مع العرب
7:40 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
8:00 am فرنچ پروگرام
9:00 am آرٹ نمائش
9:40 am ہمارا آقا
10:20 am جلسہ سالانہ بنگلہ دیش
11:00 am تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am ان سائیٹ
12:15 pm یسرنا القرآن
12:50 pm گلشن وقف نو
1:45 pm سوال و جواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm سندھی سروس
5:05 pm تلاوت قرآن کریم
5:15 pm درس ملفوظات
5:40 pm ان سائیٹ
6:00 pm بنگلہ سروس
7:00 pm وقف نو یو کے اجتماع
8:00 pm یسرنا القرآن
8:25 pm گفتگو پروگرام
9:00 pm کینیڈین سروس
9:30 pm راہ ھدیٰ
11:05 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)

18 جنوری 2012ء

12:35 am عربی سروس
1:35 am ان سائیٹ
1:50 am گلشن وقف نو
2:55 am وقف نو یو کے اجتماع
4:00 am رئیل ٹاک
5:00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:15 am تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
5:50 am الترتیل
6:30 am لقاء مع العرب
7:35 am عربی سیکھئے
8:00 am کینیڈین سروس
8:40 am سوال و جواب
10:00 am وقف نو یو کے اجتماع
11:00 am تلاوت قرآن کریم
11:15 am دعائے مستجاب
11:50 am یسرنا القرآن
12:20 pm حضرت مسیح ناصریؑ کا اصل پیغام
1:00 pm گلشن وقف نو
2:00 pm سوال و جواب
3:55 pm انڈونیشین سروس
4:55 pm سواحیلی سروس
5:55 pm تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:30 pm الترتیل
6:55 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2006ء
7:55 pm بنگلہ سروس
8:55 pm گلشن وقف نو
9:55 pm فقہی مسائل
10:25 pm دعائے مستجاب
11:10 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm سوال و جواب

19 جنوری 2012ء

1:25 am رئیل ٹاک
2:25 am الترتیل
2:50 am فقہی مسائل
3:25 am گلشن وقف نو
4:20 am خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2006ء
5:25 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:40 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:15 am فقہی مسائل
6:45 am لقاء مع العرب
7:50 am دعائے مستجاب
8:25 am رئیل ٹاک
9:25 am الترتیل
10:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2006ء
11:00 am تلاوت قرآن کریم
11:40 am Beacon of Truth (سچائی کا نور)
12:45 pm خلافت کا سفر
1:20 pm فیتھ میٹرز
2:25 pm غزوات النبی ﷺ
3:30 pm انڈونیشین سروس
4:30 pm پشتو سروس
5:15 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm یسرنا القرآن
6:00 pm بنگلہ سروس
7:10 pm ترجمۃ القرآن
8:25 pm خلافت کا سفر
9:15 pm درس ملفوظات
9:45 pm فیتھ میٹرز
11:00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm اطفال الاحمدیہ یو کے اجتماع 2011ء

ربوہ میں طلوع و غروب 9۔جنوری

طلوع فجر	5:41
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:15
غروب آفتاب	5:23

احمدی بھائیوں کیلئے خصوصی رعایت
لیڈیز اینڈ جینٹس سوٹنگ شادی بیاہ کی فینسی اور کامدار ورائٹی دستیاب ہے
عزیز کلاتھ ہاؤس کارخانہ بازار چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد
فون: 041-2623495-2604424

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

عبداللہ موبائلز اینڈ الیکٹرونکس سنٹر
موبائل، فریج، جنریٹر، واشنگ مشین، اینڈ ڈرائیر
TV چائنہ، DVD فوٹوسٹیٹ کی سہولت موجود ہے
موٹر سائیکل، مکمل کمپیوٹر LCD 15"-17"-19"
طالب دعا: چوہدری محمد نواز وڑائچ 0345-6336570

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائٹر: رانا حبیب الرحمٰن فون دفتر: 6214209
Skype id:alreheman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

FR-10

کار برائے فروخت
ایک عدد سوزوکی مہران ماڈل 2006ء رجسٹرڈ فیصل آباد اچھی حالت میں برائے فروخت ہے۔
مزید معلومات کیلئے: محمد مرتضیٰ 0334-6373996

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد 047-6211524
0336-7060580